اپنی جماعت بناتے ہیں۔ پھر یہ جماعت اپنے لیے سازگار ماحول تلاش کرتی ہے جہاں اس کی قابلیتیں فعل میں آسکیں۔ وقت سے پہلے اس کا کوئی متعین نقشہ نہیں پیش کیا جا سکتا لیکن دنیا کی تاریخ بالخصوص وہ تاریخ جو قرآن میں بیان ہوئی ہے اس کی شہادت دیتی ہے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہم کو اس پر پورا یقین ہے اس معاملہ میں ہمارا پورا بھروسہ چارہ ساز غیب کی کارسازی پر ہونا چاہیے۔ یہ خواہش نہیں کرنی چاہیے کہ پہلے قدم پر پوری منزل سامنے آجائے۔

باقی رہے وہ لوگ جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ موجودہ طاغوتی درسگاہوں سے جیا حق کے لیے قوت و قابلیت فراہم کر رہے ہیں وہ ایک فریب نفس میں مبتلا ہیں ان کے لیے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان پر حق واضح کر دے۔

اتمام حجت سے پہلے تکفیر

سوال: ۱۶ر اپریل کے اخبار کوثر میں مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کا مضمون "تکفیر و تفسیق" کے متعلق جو شائع ہوا ہے اور غالباً ترجمان القرآن میں بھی وہ شائع ہوا ہے، اس مضمون کے پڑھنے کے وقت بعض اجزا مجھے بھی غیر مانوس سے معلوم ہوئے۔ لیکن تحریک اسلامی کے تمام لٹریچر کے مطالعہ کی بنا پر تحریک کے بنیادی مقاصد سے اتفاق، اور حسن ظن کی بنا پر اس کی کچھ تاویل کرنے لگا۔ لیکن اس کے بعد چند اور دوستوں نے، جو معاندیا خواہ مخواہ نکتہ چین نہیں بلکہ جماعت کے ہمدرد اور متاثر ہیں مجھے اس کی طرف خاص توجہ دلائی۔ ان کا کہنا ہے کہ عام مسلمانوں کو ان کی غلطیوں، گمراہیوں یا اضطراری ضلالتوں کی بنا پر ایمان سے محروم قرار دے دینا تو درست ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ غیر مسلم قومیں قابل نفرت نہیں بلکہ قابل رحم اور قابل تبلیغ ہیں۔ لیکن یہ کہنا کس طرح صحیح ہے کہ اس زمانہ میں تبلیغ اور اتمام حجت سے پہلے ہم کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہم ان کو کافر سمجھیں یا کافر قرار دے کر ان سے بیزاری اور علیحدگی اختیار کریں۔ اس مضمون سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اب جبکہ پوری تبلیغ اور صحیح طریقہ سے

اتمام حجت نہیں ہو رہا ہے تو ہم موجودہ حالات میں ہندو، سکھ، انگریز، پارسی وغیرہ قوموں کو بھی نہ کافر سمجھیں نہ کافر قرار دے کر ان سے بیزاری کریں۔ اور نیز اسی بنا پر مرزائیوں کو غالی شیعوں کو یا دوسرے ضروریاتِ دین سے منکر لوگوں کو کافر نہ سمجھیں اور نہ ان سے بیزاری و علٰحدگی کا اعلان کریں۔ حالانکہ ایسے لوگوں کی اصلاح بھی اس تصور کے بعد ہو سکتی ہے کہ ان عقائد کفریہ کی وجہ سے ان کو کافر قرار دیا جائے اور کفر کے احکام ان پر جاری کیے جائیں۔ اور خود ان کو تبلیغ کرنا بھی تو ان کے کفر کے مقتضیات ہی میں سے ہے۔ اور جو کچھ اس مضمون کے مطالعہ سے سمجھ میں آتا ہے اسی کو نام نہاد مسلمانوں کے باطل فرقے مثلاً مرزائی آئندہ پیش کریں گے کہ اتمام حجت سے پہلے تم ہماری تکفیر کیسے کرتے ہو۔ اور پچاس سال کے عرصہ میں مرزائی عقائد کی تردید میں جو کچھ لکھا گیا یا کہا گیا ہے ان سب کو تو وہ بھی اتمام حجت نہیں سمجھتے اور مضمون میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ اب تک الٹی سیدھی تدبیریں کی گئیں لیکن شرائط کے موافق تبلیغ نہیں ہوئی لہٰذا اتمام حجت بھی نہیں ہوا۔

میرے ان احباب نے یہی اشکالات پیش کیے۔ میں نے جواب دینے اور سمجھانے کی کوشش تو کی لیکن میں مضمون کے بعض الفاظ کو درست ثابت نہ کر سکا۔ اور غالباً صاحب مضمون کا مقصد یقیناً وہی نہ ہوگا جو بظاہر سمجھ میں آتا ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو جو حقیقتہً مخلص و ہمدرد ہیں یہ چیزیں کھٹکی ہوں گی۔ اس لیے آپ براہِ مہربانی ترجمان کی کسی قریبی اشاعت میں اس مسئلہ کو ذرا خوب واضح کر دیں۔ تاکہ جو جو توہمات پیدا ہو سکتے ہیں ان کا دفعیہ ہو جائے اور ایک درست مسئلہ سمجھاتے ہوئے کہیں غلط خیالات لوگوں کے ذہن میں بیٹھ نہ جائیں۔ امید ہے کہ آپ اس پر ضرور توجہ فرمائیں گے اور تفصیلی تشریح کر کے اس بے چینی کو دور کر دیں گے جو معاندوں کے نہیں بلکہ اپنوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی ہے۔

جواب: جب آپ اس بات کو صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ عام مسلمانوں کو ان کی گمراہیوں اور ضلالتوں پر ایمان سے محروم نہ قرار دینا چاہیے تو پھر اس بات کے تسلیم کرنے میں آپ کو کیوں تردد ہے کہ غیر مسلموں کو بھی ان کی گمراہیوں اور ضلالتوں پر کافر قرار دے کر ان سے اعلان علٰحدگی نہیں کرنا چاہیے؟

آخر مسلمانوں کو یہ الاؤنس جو آپ دے رہے ہیں اس کی وجہ یہی تو ہے تاکہ آج امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وہ شرعی ادارہ موجود نہیں ہے جو ان پر دین کی حجت تمام کر سکے؟ پھر جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ادارہ کے درہم برہم ہو جانے کی وجہ سے آپ مسلمانوں کو ایک ایسی رعایت دے رہے ہیں جس کے وہ غیر مسلموں کے مقابلہ میں کم تر مستحق ہیں تو آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ وہی رعایت آپ غیر مسلموں کو دینے سے انکار کر رہے ہیں؟ حالانکہ شہادت علی الناس کا وہ شرعی نظام جس کے بغیر اتمام حجت ممکن نہیں ہے، آج موجود نہیں ہے۔ ایک ہی نوعیت کے جرم پر دو شخصوں سے دو طرح کا معاملہ کرنا ایک ایسے شخص سے تو ممکن ہے جو کسی نسلی اور قومی تعصب میں مبتلا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جو نہ کسی تعصب میں مبتلا ہے، نہ کسی سے کوئی خاص جانبداری برتتا ہے، آخر کس بنا پر ایک مسلمان گمراہ کو راہ یاب قرار دے اور ایک ہندو گمراہ کو مستحق دار ٹھیرائے؟ آپ حضرات کی یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک مسلمان تو ساری نافرمانیوں اور بغاوتوں کے باوجود ایمان سے محروم نہیں قرار دیا جا سکتا، حالانکہ وہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا، اسلامی روایات اس نے ورثہ میں پائیں، زندگی بھر اسلام اسلام پکارتا رہا، لیکن ایک غیر مسلم اپنے غیر اسلامی اعمال و عقائد پر جہنمی قرار دیا جائے گا، درانحالیکہ اس کے سامنے دین حق کی شہادت دینے کی ذمہ داری جن لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈالی گئی تھی، انھوں نے نہ صرف یہ کہ شہادت کے شرائط کے مطابق اس کے سامنے شہادت نہیں دی، بلکہ الٹے قومی اور نسلی تعصبات پھیلا کر اس کو اسلام سے بدگمان اور متنفر کر دیا۔

آپ، اگر اپنے اس جذبہ کی اچھی طرح تحلیل کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جذبہ اسلام کی محبت کا نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کی محبت کا جذبہ ہے جس کو آپ اسلامی جوش غیرت کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ خود پرستی ہے جس میں یہود اور نصاریٰ مبتلا تھے۔ ان کے نزدیک بھی کفر و ایمان کا فیصلہ ایمان و عقائد کی بنیاد پر نہیں ہوتا تھا، بلکہ نسل و نسب کی بنا پر ہوتا تھا۔ كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا الآیہ

آپ کا یہ معارضہ کہ اس مضمون سے ثابت ہو رہا ہے کہ اب جبکہ پوری تبلیغ اور صحیح طریقہ سے اتمام حجت نہیں ہو رہا ہے تو ہم موجودہ حالات میں ہندو، سکھ، انگریز، پارسی وغیرہ قوموں کو بھی کافر نہ سمجھیں، نہ کافر قرار دے کر ان سے بیزاری کریں "عجیب و غریب ہے۔ یہ تو بہرحال واقعہ ہے جس کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ

آج تبلیغ اور اتمام حجت نہیں ہو رہا ہے اور یہ بھی از روئے شرع مسلّم ہے کہ بغیر اتمام حجت تکفیر اور اعلان برأت جائز نہیں۔ اب اگر آپ اپنے موجودہ رویّے ہی کو صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں تو یا تو یہ ثابت کیجیے کہ آج تبلیغ اور اتمام حجت کے تمام ضروری وسائل برسرکار ہیں، یا یہ ثابت کیجیے کہ بغیر تبلیغ اور اتمام حجت کے بھی تکفیر اور اعلان برأت درست ہے۔ لیکن جب آپ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں ثابت کر رہے ہیں تو ہم سے یہ مطالبہ کیوں کر رہے ہیں کہ ہم ایک حقیقت کے اظہار سے اس لیے رک جائیں کہ اس سے آپ کے ایک غلط مزعومہ کی غلطی ثابت ہو رہی ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ بجائے اس کے کہ اپنی غلطی کو درست کرنے کے لیے ہماری صحیح بات کو غلط کرنے کی کوشش کریں، اپنے ہی رویّہ کو درست کریں اور ساری دنیا کی تکفیر اور اعلان برأت سے پہلے اس فرض تبلیغ و شہادت علی الناس کی ذمہ داری ادا کریں جو امت مسلمہ پر واجب ہے۔

آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اہل کفر کے کفر کی اصلاح کا راستہ تکفیر اور اعلان برأت ہے۔ تکفیر اور اعلان برأت تو سزا ہے جو اہل کفر کو اس وقت دی جاتی ہے جب وہ اہل حق کی دعوتِ اصلاح کو قبول نہیں کرتے اور آخری حد تک اتمام حجت کے بعد بھی اپنے جمود و انکار ہی پر اڑے رہتے ہیں۔ میرے جس مضمون سے آپ کو یہ شبہ پیدا ہوا ہے اس میں میں نے تفصیل کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلعم کی دعوت کی مثال دے کر ثابت کیا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کے کافر ہونے کا اور ان سے برأت کا اعلان اس وقت کیا ہے جب پوری طرح اتمام حجت کر دینے کے بعد ان کے اندر سے ہجرت کر جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ جب تک اہل تکفیر کی اصلاح کی جد و جہد کا امکان ہوتا ہے اس وقت تک نہ ان کی تکفیر کی جاتی ہے، نہ ان سے علٰحدگی کا اعلان کیا جاتا ہے، بلکہ سارا زور اس بات پر صرف کیا جاتا ہے کہ ان کے اندر کفر و شرک کا صحیح شعور پیدا ہو۔ اور نفسیاتی اعتبار سے بھی یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جس جماعت کی اصلاح مدنظر ہو ان سے اعلان برأت نہ کیا جائے اور نہ ان کی تکفیر کی جائے، کیونکہ جن کی تکفیر کر کے آپ نے ان سے علٰحدگی اختیار کر لی، آپ نے اپنی بات سننے کے لیے ان کے دلوں میں گنجائش ہی کہاں چھوڑی!

قادیانیوں اور دوسری قوموں کا طعنہ اگر صحیح ہے تو اس کو برداشت کیجیے۔ محض اس وجہ سے کہ